GIRRAJ GOVT COLLEGE(A)
NIZAMABAD
DEPARTMENT OF URDU

STUDENTS STUDY PROJECT IN URDU

TOPIC

رباعیات امجد حیدرآبادی اوران کی عصری معنویت

RUBAIYAT E AMJAD HYDARABDI AUR UN KI ASRI MANVIYAT EK MUTALEA

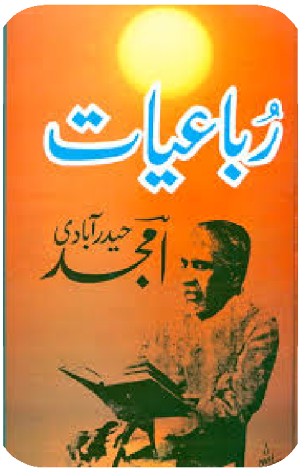

SUPERVISED BY
Dr M Aslam Faroqui

SUBMITTED BY
BA II Year U/M Students

DEPT OF URDU -2017

GIRRAJ GOVT COLLEGE (A) NIZAMABAD

DEPARMENT OF URDU

CERTIFICATE

This is to certify that the students study project entitled " Rubaiyat e Amjad Hyderabadi Aur Un ki Asri Manviyat" is an original work carried out by bonafide students of BA II year U/M sutdents in the academic year 2016-17 under the supervision of Dr Mohd Aslam Faroqui Head Dept of Urdu Girraj Govt College(A) Nizamabad.

Project Presenters

BA II year U/M sutdents

S.NO	NAME OF THE STUDENT	ROLL NO
1	Arbeena Firdous	5005-15-129-802
2	Farozan Tahseen	5005-15-129-808
3	Farzana Begum	5005-15-129-809
4	Rubela Taskeen	5005-15-129-812
5	Arshia Begum	5005-15-129-8
6	Abdul Hafeez	5005-15-129-819

Supervisor   Principal

رباعیات امجؔد حیدرآبادی اوران کی عصری معنویت

تحقیقی پراجکٹ

موضوع کا تعارف‘ اہمیت اور مقاصد:- امجؔد حیدرآبادی اُردو رباعی گوئی کے سرتاج اور شہنشاہ ہیں۔انہوں نے اپنی رباعیات سے سے اُردو میں رباعی گوئی کو فروغ دیا۔ان کی رباعیات کا خاص موضوع تصوف اور معرفت ہے سچی لگن‘ خالص روحانی جذبات اور پر خلوص صداقت ان کی رباعیوں میں موجود ہیں۔انہیں **''سرمد ثانی''** کہا گیا ہے۔امجد حیدؔرآبادی کی رباعیات کے بیشتر موضوعات قران اور حدیث کے ماخذ ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے انسانی زندگی کے بے شمار موضوعات اور مسائل کی طرف بھی اپنی رباعیوں میں اشارہ کیا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی‘ سادگی ‘انکساری‘ ہمدردی‘ اطاعت الٰہی‘ خدا کی یاد‘ قناعت‘ صبر‘ شکر‘ غرور و تکبر سے بچنا‘ روحانی امراض اور دیگر اخلاق موضوعات رباعیات امجد حیدرآبادی کے حصہ ہیں۔امجد اقبال کے ہم عصر شاعر رہے ہیں۔اقبال نے اپنی فلسفیانہ شاعری کو اصلاح کا ذریعہ بنایا۔ان کی زبان عالمانہ ہے۔جبکہ امجد کا انداز عارفانہ ہے اوران کی زبان عام فہم ہے۔ اکیسویں صدی کے مادہ پرست اور اخلاق سے عاری سماج میں امجد حیدرآبادی کی رباعیات کے افکار کا مطالعہ وقت کی اہم ضرورت کے طور پر سامنے آتا ہے۔اُردو کے مشہور شاعر اور نقاد الطاف حسین حاؔلی نے اپنے مقدمہ شعروشاعری میں مقصدی شاعری پر زور دیا تھا۔اور مسائل سے دوچار دور زندگی میں ادب برائے زندگی کا نظریہ پیش کیا تھا۔یہ عجیب اتفاق ہے کہ اردو شاعری کی دو اصناف مرثیہ اور رباعی میں ادب برائے زندگی کے نظریہ کو پیش نظر رکھا گیا۔خاص طور سے صنف رباعی مکمل طور اخلاقی اور مذہبی موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔چنانچہ اردو ادب کی اسی افادی اہمیت کے پیش نظر شعبہ اردو گری راج کالج میں تحقیقی پراجکٹ کے لیے مقالہ بہ عنوان ''**رباعیات امجؔد حیدرآبادی کے افکار اوران کی عصری معنویت ایک مطالعہ**'' پیش کیا جارہا ہے۔

مقالے کے اغراض ومقاصد:- اس مقالے کو پیش کرنے کا مقصد مجوزہ موضوع پر تحقیق کرتے ہوئے ادب میں نیا اضافہ کرنا ہے۔اس مقالے کو تحریر کرنے سے امجد کی شاعرانہ عظمت اور ان کے افکار کو عام کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔اقبال کو ان کی اصلاحی شاعری کے سبب جو شہرت ملی۔اسی طرح امجد کو بھی ان کی اصلاحی شاعری کے سبب ان کا

مستحقہ مقام دلانے کی کوشش اس مقالے کوتحریر کرنے کا ایک مقصد ہوسکتا ہے۔ اردو میں فی زمانہ اصلاحی اور پیامی شاعری کا فقدان ہے۔ امجد کے افکار کواس مقالے کے ذریعے منظر عام پر لاتے ہوئے اردو شاعری میں اصلاحی شاعری کی تحریک عام ہوسکتی ہے۔ مادہ پرستی کے اس دور میں اخلاق کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ جبکہ ہر سنجیدہ انسان کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے اطراف مادہ پرستی نفس پرستی اور برائیوں سے بھرے ماحول کے برے اثرات سے خودکو بچائے رکھنے کے لئے شر کے مقابلے میں خیر کو عام کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے رباعیات امجد کے افکار کو عام کرنے اورانہیں زندگی میں برتنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ مقالہ موجودہ دور میں لوگوں میں بہتر اخلاق کے فروغ میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

تحقیق کا طریقہ کار:- تحقیق میں سب سے پہلے طے شدہ موضوع پر مفروضات قائم کئے جاتے ہیں۔ اور ان مفروضات کو دستیاب مواد اور تنقیدی طریقہ کار کے ساتھ حتمی نتائج میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے مختلف حوالہ جات کے ساتھ مدلل بات پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مجوزہ موضوع پر تحقیقی کام کرنے کے دوران رباعیات امجد کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے گا۔ اوران کے کلام کے ماخذات قرآن' حدیث' اسلامی فکر وفلسفہ اورتہذیب واخلاق سے متعلق مواد کی روشنی میں ان کے افکار کو پیش کیا جائے گا۔ تحقیقی مقالے میں موضوع کے طے ہونے کے بعد ابواب کی ترتیب اور ابواب کے اعتبار سے مواد کی فراہمی اوراس کے بعد دستیاب مواد میں سے صحیح اور غلط مواد کی چھان بین اور پھر آخر میں مواد کی تسوید کے مراحل ہوتے ہیں۔ نگران کے مشوروں سے ان مراحل کو طے کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور دئے گئے موضوع پر بہتر سے بہتر مواد کے ساتھ ایک تحقیقی مقالہ پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

تحقیقی مقالے کے ابواب کی تفصیل :- **”رباعیات امجؔد حیدرآبادی کے افکاراوران کی عصری معنویت ایک مطالعہ“** موضوع پر تحریر کئے جانے والے مقالے میں شامل ابواب اوران میں پیش کئے جانے والے مواد کی تفصیل اس تلخیص میں پیش کی جارہی ہے۔

”رباعیات امجؔد حیدرآبادی کے افکاراوران کی عصری معنویت ایک مطالعہ“ مجوزہ تحقیقی مقالہ میں حسب ذیل ابواب ہوں گے۔

پہلا باب: اُردو میں رباعی گوئی فن اور روایت:

دوسرا باب: امجؔد حیدرآبادی کے حالات زندگی اوران کی علمی وادبی خدمات:

تیسرا باب: رباعیات امجد حیدرآبادی کے افکار۔

تصوف' معرفت' توحید' عمل' تقویٰ' اطاعت' دنیا کی بے ثباتی' قناعت' صبر' شکر ودیگر اخلاقی موضوعات

چوتھاباب: رباعیات امجد حیدرآبادی اورانسانی اخلاق:

پانچواں باب: رباعیات امجد حیدرآبادی میں قران وحدیث کے موضوعات

چھٹاباب: رباعیات امجد حیدرآبادی کی عصری معنویت

اختتامیہ

کتابیات

تحقیقی مقالہ ''**رباعیات امجد حیدرآبادی کے افکاراوران کی عصری معنویت ایک مطالعہ**'' کے ابواب میں شامل موادکا اجمالی جائزہ ذیل میں دیاجارہاہے۔

پہلاباب: اُردومیں رباعی گوئی فن اورروایت: مقالے کے اس باب میں اردوشاعری کی مقبول صنف رباعی کا تعارف اوراس کے آغاز وارتقاءاوراردومیں رباعی گوئی اورصوفیانہ شاعری کی روایت کوپیش کیا جارہاہے۔

رباعی عربی زبان کے لفظ''ربع'' سے مشتق ہے جسکے معنی چار کے ہیں۔شاعری کی اصطلاح میں چار مصرعوں والی نظم کو''رباعی'' کہتے ہیں۔رباعی کا پہلا دوسرااور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ اورہم ردیف ہوتا ہے۔ پہلے دو مصرعوں میں کوئی بات کہی جاتی ہے تیسرے مصرعے میں بات کواٹھایا جاتا ہے اور چوتھے مصرعے میں بات انجام کو پہنچائی جاتی ہے۔اسلئے رباعی کا چوتھا مصرعہ پرزور ہوتا ہے۔رباعی میں بحراور قافیہ کی پابندی کی جاتی ہے۔ رباعی مقررہ بحر میں کہی جاتی ہیں اسکے لئے مخصوص بحر ہزج مقرر ہے۔عام طور پر رباعیات ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کے وزن پرلکھی جاتی ہیں۔

ابتداء میں رباعی صرف عورتوں اور بچوں تک محدودتھی۔تاہم جب رباعی کو پسند کیا جانے لگا تو صوفیائے کرام نے اس صنف سے دلچسپی لی۔اوراس میں تصوف ومعرفت،عشق ومحبت،عمل واخلاق، فقر وغنااورتوبہ و مغفرت کے موضوعات شامل کئے۔یہی وجہہ ہے کہ رباعی میں مذہبی،اخلاقی اورصوفیانہ،حکیمانہ اخلاقی باتیں کہی جاتی ہیں۔فارسی شاعر''رودکی'' کوعام طور پررباعی کا پہلا شاعرقراردیا جاتا ہے۔عمرقیام کی رباعیاں بہت مشہور ہیں۔یہ بات مسلمہ ہے کہ اردومیں رباعی کی روایت فارسی سے شروع ہوئی۔اردورباعی فارسی کے رنگ میں کہی جاتی ہے۔لیکن اس میں ہندوستانی اثرات شامل کئے گئے۔اردورباعی ہندوستان کے ہردورکی شاعرانہ خصوصیات اورانقلابات کی سچی تصویرپیش کرتی ہے۔اردومیں قلی قطب شاہ،امیرخسروؒ،وجہیؔ،غواصیؔ،ولیؔ،سراجؔ،سوداؔ،میرؔ،انیسؔ، حالیؔ،اکبرؔ،فراقؔ،جوشؔ اورامجدؔحیدرآبادی رباعی کے مشہورشعراءگذرے ہیں۔

قلی قطب شاہ کے دیوان میں رباعیاں بھی ملتی ہیں۔ اس نے حمد اور نعت کے موضوعات کو رباعی میں پیش کیا ہے۔ اس کی ایک رباعی اس طرح ہے۔

جیتا توں دل وجیو سوقران دیکھے　　　احمد کے سوحق پرتوں سب احسان دیکھے

دیکھ حلقہ خاتم النبین ہیں توں　　　دل میں سوں تا اضیع رحمان دیکھے

دکنی کے دیگر اہم شعرانے بھی رباعی گوئی کے فن میں آزمائش کی ہے۔ شمال میں درد، میر سوز، سودا، میر حسن اور میر تقی میر رباعی کے ابتدائی دور کے مشہور شعرا ہیں۔ میر درد کی رباعیوں میں تصوف کی جھلک ملتی ہے۔ وہ کہتے ہیں

جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہوں　　　ہر حرف میں کتنے ہی ورق پڑھتا ہوں

اس علم کی انتہا سمجھنا آگے　　　اے درد ابھی تو نام حق پڑھتا ہوں

شمال میں رباعی کے بڑے شاعر کے طور پر انیس ابھر کر آتے ہیں انیس نے مرثیہ کے علاوہ رباعی گوئی کے فن کو بھی عروج تک پہونچا دیا۔ انیس کے کلام میں انسانی اقدار اور اخلاقیات کے موضوعات ملتے ہیں۔ انیس ایک رباعی میں انسانی زندگی کے حقائق اس طرح پیش کیئے۔

دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی　　　ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی

جو آکے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا　　　جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

حالی نے سرسید کی اصلاحی تحریک کے زیر اثر اپنی رباعیوں میں اعلی اقدار اور اخلاقیات کو پیش کیا۔ 1857ء کے حالات کو دیکھتے ہوئے وہ لوگوں میں پائی جانے والی بے عملی کو دور کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لئے فرد کی تعمیر ضروری تھی۔ چنانچہ حالی نے رباعی گوئی کے مقررہ موضوعات سے اچھا کام لیا۔ ان کی ایک رباعی لوگوں کو یہ پیام دیتی ہے۔

یارو نہیں وقت آرام کا یہ　　　موقع ہے آخیر فکر انجام کا یہ

بس حب وطن کا جپ چکے نام بہت　　　اب کام کرو کہ وقت ہے آرام کا یہ

حالی کی مقصدیت کو آگے بڑھاتے ہوئے اکبرالہ آبادی نے طنز ومزاح کے روپ میں اپنی رباعیاں پیش کیں۔ اکبر نے اپنی نظموں کی طرح رباعیوں میں بھی انگریزی تہذیب کی مخالفت کی۔ انگریزی تہذیب کے اثرات کی بدولت مسلمان مذہب اسلام سے بیزاری اختیار کرر ہے تھے۔ اس بات سے فکر مند ہو کر اکبر کہتے ہیں۔

سید صاحب جو سکھا گئے ہیں شعور　　　کہتا نہیں تم سے کہ ان سے نفور

سوتوں کو جگایا ہے انہوں نے لیکن　　　اللہ کا نام لے کے اٹھنا ہے ضرور

رباعی گوئی کے اس سفر میں ایک اہم نام جوشؔ کا ہے۔ جو شاعر شباب اور شاعر انقلاب کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنی رباعیوں میں انہوں نے عیش کوشی اور غم فراموشی کو موضوع بنایا۔ ان کی ایک رباعی اس طرح ہے۔

اپنی ہی غرض سے جی رہے ہیں جو لوگ　　اپنی ہی عبائیں سی رہے ہیں جو لوگ

انسان کو بھی ہے کیا شراب پینے سے گریز　　ان کا خون پی رہے ہیں جو لوگ

فانیؔ نے غزل کے موضوعات کو اپنی رباعیوں میں بھی برتا۔ اور غم کے جذبات کو پیش کیا۔ فانی ایک رباعی میں زندگی کی تصویر یوں بیان کرتے ہیں۔

ناکام ازل کی کامرانی معلوم　　قسمت میں نہ ہو تو شادمانی معلوم

جینے سے مراد ہے مرنا شاید　　ورنہ فانی کی زندگانی معلوم

رباعی کے اس سفر میں اہم نام امجد حیدرآبادی کا ہے۔ جن کے بارے میں اگلے ابواب میں تفصیلات آئیں گی۔ فراقؔ کی رباعیاں بھی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کی رباعیوں کے مجموعے کا نام ''روپ'' ہے۔ انہوں نے رباعی کے دامن کو وسیع کیا اور سنسکرت کے سنگھار رس کو اردو رباعی میں برتا۔ رباعی کے عمومی موضوعات بھی ان کے ہاں ملتے ہیں۔ انسان کو اس کے مقام کا تعین کراتے ہوئے ایک رباعی میں وہ کہتے ہیں۔

پاتے جانا ہے اور نہ کھوتے جانا ہے　　ہنستے جانا ہے اور نہ روتے جانا ہے

اول اور آخر پیام تہذیب　　انسان کو انسان ہوتے جانا ہے

اردو رباعی کے فروغ میں چند ایک غیر مسلم شعرا نے بھی نمایاں کارنامے انجام دئے۔ فراق کے علاوہ رباعی کے فروغ میں ایک اہم نام جگت موہن لال رواں کا ہے۔ انہوں نے رباعی کے روایتی موضوعات کو برتا۔ ایک رباعی میں وہ کہتے ہیں۔

افلاس اچھا ، نہ فکرِ دولت اچھی　　جو دل کو پسند ہو وہ حالت اچھی

جس سے اصلاحِ نفس ناممکن ہو　　اس عیش سے ہر طرح مصیبت اچھی

رباعی گوئی کا سفر اردو شاعری کے سفر کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ رباعی کے ساتھ قطعات کہنے کا رواج عام ہونے لگا ہے۔ لیکن موضوعات کے اعتبار سے آج بھی اردو شاعری رباعی کے ذریعے سماجی اصلاح کا اہم کام لے سکتی ہے۔

دوسرا باب: امجدؔ حیدرآبادی کے حالات زندگی اور ان کی علمی و ادبی خدمات: مقالے کے اس باب میں امجد حیدرآبادی کے حالات زندگی اور ان کی علمی و ادبی خدمات کا تفصیلی طور پر احاطہ کیا جائے گا۔ امجد کے مختصر حالات زندگی ذیل میں لکھے جا رہے ہیں۔

امجد حیدر آبادی کے حالات زندگی: سید احمد حسین امجد ۶/رجب ۱۳۰۳ھ م ۱۸۸۵ بروز دوشنبہ صبح کے وقت حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ امجد کے والد کا نام صوفی سید رحیم علی ابن کریم حسین تھا۔ وہ ایک نیک اور خدا ترس انسان تھے۔ امجد نے ابتدائی تعلیم والدہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد حیدر آباد دکن کی قدیم درس گاہ جامعہ نظامیہ میں ان کا داخلہ ہوا۔ جہاں وہ چھ سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ان کے اساتذہ میں عبدالوہاب باری اور سید علی تھے۔ جن کی تربیت میں رہ کر امجد نے اپنے ادبی ذوق کو نکھارا۔ بعد میں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے منشی اور فاضل کا امتحان کامیاب کیا۔ ۱۹۰۳ء میں ان کی شادی ہوئی۔ دفتر صدر محاسبی میں ملازمت کی۔ ۱۹۳۲ء میں وظیفے پر سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۰۸ء کی موسیٰ ندی کی طغیانی میں ان کی بیوی اور لڑکی بہہ گئیں۔ اس واقعہ کا امجد کی زندگی پر گہرا اثر پڑا۔ اپنی نظم ''قیامت صغریٰ'' میں انہوں نے اس المناک واقعہ کی تصویر پیش کی۔ ۱۹۵۸ء میں ساہتیہ اکیڈیمی آندھرا پردیش نے انہیں اعتراف خدمات کے طور پر پانچ سو روپیہ پیش کیا۔ ۲۹ مارچ ۱۹۶۱ء کو رات کے ساڑھے بارہ بجے ان کا انتقال ہوا۔ وہ احاطہ درگاہ شاہ خاموش میں پیوند خاک ہوئے۔

امجد حیدر آبادی کی علمی وادبی خدمات: امجد رباعی گو شاعر کے طور پر مشہور ہوئے۔ لیکن انہوں نے نثر اور نظم میں بھی اپنی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ ''جمال امجد'' ان کی خود نوشت ہے۔ ''حکایات امجد'' ان کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ جس میں چھوٹی چھوٹی حکایات کی صورت میں اخلاقیات اور پند وموعظت سے متعلق باتیں پیش کی گئی ہیں۔ ''دنیا اور انسان' میری قمری' ماں اور بچی' ایک بیکس کا خواب' اور جنت کی ڈاک ان کی نمائندہ نظمیں ہیں۔ ان کی رباعیوں کے مجموعے رباعیات امجد' ریاض امجد اور نذر امجد ہیں۔ امجد نے عربی اور فارسی اور بعض ہندی تخلیقات کی تضمین بھی کی۔

امجد حیدر آبادی کے بارے میں مشاہیر ادب کی رائے: شہنشاہ رباعیات امجد حیدر آبادی کے فن کے معترف کئی لوگ رہے ہیں۔ ذیل میں ان مشاہیر کے نام اور امجد کے تعلق سے ان کی رائے پیش کی جارہی ہے۔

مولانا عبداللہ عمادی: معراج حق میں شاہد معنی کو ہر ہفت میں دیکھنا ہو تو رباعیات امجد کو دیکھئے۔

علامہ علی حیدر نظم طباطائی: رباعیات امجد کی داد دینا سخن شناسی کا مقتضا ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی: حضرت امجد ہندوستان کے ان شعرا میں ہیں جن کو زمانہ صدیوں کے بعد پیدا کرتا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی: رباعیات امجد معنویت کی بلندی اور طرز ادا کی تازگی دونوں حیثیت سے قابل داد ہیں۔

عظمت اللہ خان عظمت: رباعیات امجد زندگی کے اعلیٰ ترین رخ کی تفسیر ہیں۔ اور بہ لحاظ ادب اظہار خیال کا بہترین نمونہ ہیں۔

پروفیسر وحید الدین سلیم: امجد قدرتی شاعر ہیں۔ ہندوستان میں ان کی ٹکر کا رباعی کہنے والا کوئی شاعر نہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی: حضرت امجد کی ہستی نہ صرف سرزمین دکن بلکہ سارے ہندوستان کے لئے باعث فخر ہے۔

مولوی الیاس برنی: امجد کے کلام سے یقین ہوتا ہے کہ شاعری جز ویست از پیغمبری۔

اقبال: امجد کی ہر رباعی قابل داد ہے۔ جس کے پڑھنے سے ایک قسم کی روحانی مسرت نصیب ہوتی ہے۔

تیسرا باب: رباعیات امجد حیدرآبادی کے افکار: مقالے کا یہ بنیادی باب۔ اس باب میں امجد حیدرآبادی کی رباعیات کے حوالے سے ان کے افکار کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

تصوف: تصوف اردو شاعری کا اہم موضوع رہا ہے۔ رباعی گو شعرا نے بھی بندے اور خدا کے تعلق اور بندے کی خدا سے محبت اور خدا کی یاد اور اس کی تڑپ میں جینے کے بارے میں رباعیوں میں اظہار خیال کیا ہے۔ امجد نے تصوف کے موضوع کو تفصیلی طور پر بیان کیا ہے۔ وحدت الوجود کے موضوع کو بیان کرتے ہوئے امجد کہتے ہیں۔

ذرے ذرے میں ہے خدائی دیکھو ہر بت میں ہے شان کبریائی دیکھو
اعداد تمام مختلف ہیں باہم ہر ایک میں ہے مگر اکائی دیکھو

عشق حقیقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امجد کہتے ہیں۔

بے خود میں رہوں تو وہ قریں آتا ہے پردہ ہی میں وہ پردہ نشیں آتا ہے
وہ جب آتا ہے میں نہیں رہتا ہوں میں جب رہتا ہوں وہ نہیں رہتا

ایک اور رباعی میں تصوف کا مضمون بیان کرتے ہوئے امجد کہتے ہیں۔

ہیں مست مئے شہود تو بھی ہیں مدعی نمو تو بھی میں بھی
یا تو ہی نہیں جہاں میں یا میں ہی نہیں ممکن نہیں دو وجود تو بھی میں بھی

امجد اپنی ایک اور رباعی میں دوئی کا وہم وگمان رکھنے والوں کو نادان سمجھتے ہیں۔ وہ کائنات کے ذرے ذرے میں خدائے وحدہ لا شریک کا جلوہ دیکھتے ہیں۔

واجب سے ظہور انسانی ہے وحدت میں دوئی کا وہم نادانی ہے
دھوکا ہے نظر کا ورنہ عالم ہمہ اوست گرداب حباب موج سب پانی ہے

قناعت: امجد نے اپنی رباعیات میں جابجا لوگوں کو قناعت کا سبق دیا ہے۔ وہ خود ایک صوفی منش انسان تھے۔ اور وہ لوگوں کو توکل کی تعلیم دیتے ہیں۔ جو ملا اس پر شکر کرنے اور دولت سے دور رہنے کے بارے میں کہتے ہیں۔

ہر چیز کا کھونا بھی بڑی دولت ہے　　　بے فکری سے سونا بھی بڑی دولت ہے
افلاس نے سخت موت آسان کردی　　　دولت کا نہ ہونا بھی بڑی دولت ہے

انفاق فی سبیل للہ:- دولت انسان کو خدا کی طرف سے ملنے والی ایک ایسی نعمت ہے جس کا اسے خدا کے حضور حساب دینا ہے کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اس دنیا میں اطاعت الٰہی کے ساتھ زندگی گذارنے والے انسان کو اگر دولت مل جائے تو وہ اس دولت کا اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کرے گا۔ اور جن لوگوں کے پاس دولت نہیں ہوتی وہ عبادت الٰہی کے ذریعے خدا کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امجد اس پہلو کو ایک رباعی میں یوں اجاگر کرتے ہیں۔

خالق نے جنہیں دیا ہے زر دیتے ہیں　　　زر کیا ہے خدا کی راہ میں گھر دیتے ہیں
اپنا سرمایہ ہے رکوع و سجود　　　سامان نہیں رکھتے ہیں سر دیتے ہیں

اس طرح انفرادی طور پر مختلف موضوعات کے ذریعے سے کلام امجد سے ان کے افکار پیش اس مقالے میں پیش کئے جارہے ہیں۔

چوتھا باب: رباعیات امجد حیدرآبادی اور انسانی اخلاق: اخلاقیات رباعی کا بنیادی اور اہم موضوع رہا ہے۔ اردو کے سبھی رباعی گو شعرا نے اپنی رباعیوں میں اخلاق کے موضوع کو پیش کیا ہے۔ انسان کے اخلاق کی تعمیر ہو تو ایک بہتر معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔ اور ایک بہتر معاشرے کی تشکیل میں شاعر اپنا کردار ادا کرنا چاہتا ہے۔ اچھے اخلاق کیا ہیں۔ اگر اس کی تفصیل بیان کی جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی ساری زندگی اچھے اخلاق ہیں۔ اگر کوئی آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اختیار کرلے تو وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب سمجھا جائے گا۔ دین اسلام اچھے اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اس کے علاوہ سماج اور اس کے قوانین بھی اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں۔ اکیسویں صدی کے مادہ پرست اور اخلاق سے عاری سماج میں امجؔد حیدرآبادی کی رباعیات کے افکار کا مطالعہ وقت کی اہم ضرورت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ امجؔد نے اپنی رباعیوں میں اچھے اخلاق کی طرف جگہ جگہ اشارہ کیا ہے۔ انسان کے اعلیٰ اخلاق کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ دنیا اشارہ کیا ہے۔ انسان کے اعلیٰ اخلاق کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ دنیا میں جھوٹی عزت کا طلب گار نہ ہو۔ اللہ اس سے راضی ہو جائے یہی اس کے لئے کافی ہے۔ اس بات کو اپنی ایک رباعی میں یوں پیش کرتے ہیں۔

امجد نے اپنی رباعیوں میں اچھے اخلاق کی طرف جگہ جگہ اشارہ کیا ہے۔ انسان کے اعلیٰ اخلاق کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ دنیا میں جھوٹی عزت کا طلب گار نہ ہو۔ اللہ اس سے راضی ہو جائے یہی اس کے لئے کافی ہے۔ اس بات کو اپنی ایک رباعی میں یوں پیش کرتے ہیں۔

کیا فکر کوئی قدرداں ہو کہ نہ ہو　　جھوٹی دنیا میں عزوشاں ہو کہ نہ ہو
اللہ مسرت حقیقی دے دے　　ہم زندہ رہیں نام ونشاں ہو کہ نہ ہو

اچھے اخلاق والا انسان عبادت گزار ہوتا ہے وہ اپنے پیدا کرنے والے خالق کی نماز کے ذریعے عبادت کرتا ہے۔نماز کی تعریف کرتے ہوئے ایک رباعی میں امجد کہتے ہیں۔

دامان گناہ چاک ہو جاتا ہے　　نفس سرکش ہلاک ہو جاتا ہے
مومن کے لئے عجیب نعمت ہے نماز　　سرخاک پہ رکھ کے پاک ہوجاتا ہے

کم ظرفی اخلاقی بگاڑ کا نتیجہ ہوتی ہے۔انسان دنیا میں کوئی عہدہ یا مقام حاصل کرلے تو وہ مغرور ہوجاتا ہے۔اور اپنی تعریف خود کرنے لگتا ہے۔ایسے کم ظرف انسانوں کی تنبیہہ کرتے ہوئے امجد یوں ان کی اخلاقی تربیت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے　　وہ دل میں فروتنی کو جا دیتا ہے
کرتے ہیں تہی مغز ثنا اپنی آپ　　ہر ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے

دولت انسانوں کو کم ظرف بنادیتی ہے۔جب کہ دولت جانے والی چیز ہے۔دولت پا کر انسان نیچ اور ہلکا ہوجاتا ہے۔ایسے لوگوں کا انجام بیان کرتے ہوئے امجد کہتے ہیں۔

کم ظرف اگر دولت وزر پاتا ہے　　مانند حباب ابھر کے اتراتا ہے
کرتے ہیں ذراسی بات پہ فخر خسیس　　تنکہ تھوڑی ہوا سے اُڑ جاتا ہے

انسان کے اخلاق بگڑ جائے تو اس کے نزدیک حرام اور حلال کی تمیز ختم ہوجاتی ہے۔ایسے لوگ جب خدا کے حضور دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔کیونکہ دعا کی قبولیت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حرام مال سے پرہیز کرے اور حلال غذا کو اپنے جسم کا حصہ بنائے۔لوگوں کی اخلاقی تربیت کرتے ہوئے امجد انہیں یوں تنبیہہ کرتے ہیں۔

لے لے کے خدا کا نام چلاتے ہیں　　پھر بھی اثر دعا نہیں پاتے
کھاتے ہیں حرام لقمہ پڑھتے ہیں نماز　　کرتے نہیں پرہیز دوا کھاتے ہیں

پانچواں باب: رباعیات امجد حیدرآبادی میں قران وحدیث کے موضوعات: امجد کی رباعی گوئی کا یہ خاص وصف رہا ہے کہ انہوں نے اپنی رباعیوں میں کلام الٰہی قرآن مجید اور احادیث شریفہ کا ذکر کیا ہے یا ان سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی بات پیش کی ہے۔ان کے کلام کا ماخذ قرآن اور حدیث ہے۔ان کی بیشتر رباعیوں سے آیات قرآنی اور احادیث کی تشریح ہوتی ہے۔امجد کی تعلیم وتربیت اسلامی ماحول میں ہوئی تھی۔جامعہ نظامیہ کی تعلیم اور وہاں کے اساتذہ کی صحبت نے ان کے اسلامی مزاج اور تشخص کی تعمیر کی۔ایک رباعی میں قرآن کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں کرامت دیکھی | **ہر جزو کے ساتھ کل کی شرکت دیکھی**
ہر منزل کو اسی کی منزل پایا | **ہر صورت میں اسی کی صورت دیکھی**

اپنی ایک رباعی میں نعتیہ مضمون پیش کرتے ہوئے امجد کہتے ہیں۔

معبود کی شان عبد میں پاتا ہوں | **تنزیہہ سے تشبیہہ کی سمت آتا ہوں**
کلمہ میں خدا کے بعد ہے نبی کا نام | **کعبہ سے مدینہ کی طرف جاتا ہوں**

قیامت کے دن حشر کا میدان بر پا ہوگا۔ ہر طرف افراتفری کا عالم ہوگا۔ کوئی کسی کی مدد کو نہیں آئے گا۔ ایسے میں امجد اپنے آپ کو غم اور مایوسی سے بچانے کے لئے خدا سے دعا کرتے ہیں۔

ضایع فرمانہ سرفروشی کو مری | **مٹی میں ملانہ گرمجوشی کو مری**
آیا ہوں کفن پہن کے اے رب غفور | **دھبانہ لگے سپید پوشی کو مری**

امجد کی یہ رباعی قرآن کے بیان ولا تحزن یوم القیامۃ کی تفسیر ہے۔ کسی کو عزت دینا اور کسی کو ذلیل کرنا یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن میں کہا گیا کہ وتعز من تشاء وتذل من تشاء اس خیال کو ایک رباعی میں پیش کرتے ہوئے امجد کہتے ہیں۔

ہر ذرہ پہ فضل کبریا ہوتا ہے | **اک چشم زدن میں کیا سے کیا ہوتا ہے**
اصنام دبی زبان سے یہ کہتے ہیں | **وہ چاہے تو پتھر بھی خدا ہوتا ہے**

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے نحن اقرب من حبل الورید ترجمہ: میں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہوں۔ امجد اس تصور کے ساتھ اللہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

دونوں یکجا مگر ملاقات نہیں | **باہم کوئی گفتگو نہیں بات نہیں**
تو مجھ سے قریب تر میں تجھ سے قریب تر | **کیا بات ہے ہم دونوں میں کیوں بات نہیں**

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مصیبت کے وقت صبر کرنے کی تلقین کی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے ان اللہ مع الصبرین ترجمہ: بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اس موضوع کو ایک رباعی میں پیش کرتے ہوئے امجد کہتے ہیں۔

کچھ وقت میں ایک بیج شجر ہوتا ہے | **کچھ روز میں ایک قطرہ گہر ہوتا ہے**
اے بندہء ناصبور تیرا ہر کام | **کچھ دیر میں ہوتا ہے مگر ہوتا ہے**

اللہ تعالیٰ مالک حقیقی ہے۔وہ بندوں کا حاجت روا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ بندے دعا کے ذریعے اس سے کچھ مانگیں۔اللہ کا در ایسا ہے جہاں سے سب کو ملتا ہے اور کوئی ہاتھ خالی نہیں جاتا۔لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ بندے اپنے رب کو عاجزی اور انکساری سے یاد کریں۔اس بات کو قرآن میں کہا گیا۔ ادعو ربکم تضرعا ترجمہ: اپنے رب کو عاجزی اور انکساری سے پکارو۔
امجد اس خیال کو اپنی ایک رباعی میں اس طرح پیش کرتے ہیں۔

ہر چیز مسبب سبب سے مانگو　　منت سے خوشامد سے ادب سے مانگو
کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو　　بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو

اس طرح امجد کی مختلف رباعیوں کے انتخاب کے ذریعے اس باب میں یہ واضح کیا جائے گا کہ ان کے کلام میں جا بجا قرآن و حدیث سے استفادہ کے اثر ملتا ہے۔اس بات کی طرف خود امجد نے بھی اشارہ کیا کہ ان کا کلام قران وحدیث سے ماخوذ ہے۔

چھٹا باب: رباعیات امجد حیدر آبادی کی عصری معنویت:- مقالے کے اس آخری باب میں امجد کے افکار کی عصری معنویت پیش کی جائے گی۔اگر امجد کی رباعیات کو آج کے دور میں عام کیا جائے تو ان کی اہمیت واضح ہوگی۔ اکیسویں صدی کے اس دور میں مادہ پرستی، نفس پرستی، مذہب بیزاری، سستی، کاہلی، تکبر، غرور، حسد، جلن، کینہ، کپٹ، دھوکہ دہی، مال کی محبت، شہرت کی چاہ، اور دیگر کئی روحانی، سماجی اور تہذیبی امراض عام ہیں۔اگر سنجیدہ سماج ان بیماریوں کو روکنے کی کوشش نہ کرے تو بے دینی کی آگ سنجیدہ ذہن لوگوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ایسے افراتفری کے ماحول میں رباعیات امجد کے ذریعے پیش ہونے والے افکار سماج میں برائیوں کو دور کرنے اور ایک صالح معاشرے کی تشکیل میں مدد و معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔اس باب میں ان رباعیوں کو پیش کیا جائے گا۔جن میں پیش کردہ اخلاق اور فکر موجودہ دور میں اصلاح معاشرہ کے لئے کام آسکتی ہیں۔

اختتامیہ: امجد کے افکار اور ان کی موجودہ دور میں معنویت، ضرورت اور اہمیت کو اس باب میں پیش کیا جائے گا۔ یہ مقالے کا اختتامی حصہ ہوگا۔جس میں مقالے کے اہم نکات کو اجمالی طور پر پیش کرتے ہوئے حتمی رائے پیش کی جائے گی۔

کتابیات:- اس حصے میں ان کتابوں کی فہرست دی جائے گی جو اس مقالے کی تیاری کے دوران زیر مطالعہ رہی ہیں۔ذیل میں چند کتابوں کے نام دئے جا رہے ہیں۔

کتابیات

جمال امجد	امجد حیدرآبادی
حکایات امجد	امجد حیدرآبادی
پیام امجد	امجد حیدرآبادی
گلستان امجد	امجد حیدرآبادی
رباعیات امجد	امجد حیدرآبادی
ریاض امجد	امجد حیدرآبادی
نذرِ امجد	امجد حیدرآبادی
اردو رباعیات	سلام سندیلوی
روپ	فراق
مقدمہ شعروشاعری	حالی
اردو شاعری کا مزاج	وزیر آغا
اردو شعریات	آل احمد سرور
شاعری اور شاعری کی تنقید	عبادت بریلوی
ادب کا مطالعہ	اطہر پرویز
جدید اردو تنقید اصول و نظریات	شارب ردولوی
رباعیات حالی	حالی
رباعیات انیس	انیس

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆

☆